علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

تحریر- عبدالخالق آفریدی

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کا نام سامنے آتے ہی ذہن میں ایک ایسے عبقری کا تصور ابھرتا ہے جو باطل اور اہل باطل کیلئے دو دھاری تلوار ہو- علامہ ظہیر شہید بلاشبہ تیرھویں صدی ہجری کے آغاز میں برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں میں توہم پرستی کو ختم کرنے مسلمانوں کو سکھا شاہی کے مظالم سے نجات دلانے اور برصغیر سے انگریزی استعمار کو نکالنے کیلئے سرگرم عمل سید احمد شہید و شاہ اسماعیل شہید اور ان کے دیگر رفقائے کرام شہدائے بالاکوٹ کی جراتوں کے امین اور ان کی سرفروشانہ جدوجہد کے حقیقی جانشین تھے ۱۹۶۸ء میں عیدالفطر کے موقعہ پر مینار پاکستان کے سائے میں عید آزاد گان کے اجتماع میں علامہ احسان الٰہی ظہیر کے خطاب پر تبصرہ کرتے ہوئے خطابت کے بادشاہ شورش کاشمیری مرحوم نے کہا تھا آپ اگر آج کے بعد خطابت چھوڑدیں تب بھی آپ کی یہ تقریر آپ کو برصغیر کے عظیم خطباء کے صف میں شامل کرنے کیلئے کافی ہے" علامہ ظہیر کی خطابت میں مولانا ابوالکلام آزاد کا ادب مولانا محمد علی جوہر کا طنطنہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا دبدبہ مولانا ظفر علی خان کا سحر اور شورش کاشمیری کا جوش و خروش پایا جاتا تھا- آپ کے اعلیٰ ادبی ذوق کی بدولت سینکڑوں عربی وفارسی اور اردو کے اشعار آپ کو ازبر تھے جو تقاریر کی عظمت کو چار چاند لگا دیتے ہیں علامہ ظہیر شہید ۱۹۶۸ء سے لیکر ۱۹۸۷ء مارچ تک ملک میں اسلام کی بالا دستی و جمہوریت کی بحالی اور عالمی سطح پردین حق کی تبلیغ کیلئے مصروف عمل رہے- اور بالاخر ۲۳ مارچ کی رات مینار پاکستان کے قریب قلعہ لچھمن سنگھ میں اہلحدیث کانفرنس سے خطاب کے دوران آپ پر بموں سے حملہ کیا گیا- مولانا عبدالخالق قدوسی اور مولانا محمد خان نجیب موقعہ پر ہی جام شہادت نوش کر گئے جبکہ مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی ۲۴ مارچ کو شہید ہوئے اور علامہ احسان الٰہی ظہیر پانچ دن تک شدید زخمی حالت میں میو ہسپتال لاہور کے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں زیر علاج رہے اس دوران آپ کو سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فہد اور عراق کے صدر صدام حسین کی طرف سے اپنے اپنے ملکوں میں علاج پیشکش ہوئی جس کے نتیجے میں آپ ۲۹ مارچ کی صبح پانچ بجے سعودی ائر لائنز کی خصوصی پرواز کے ذریعے ریاض روانہ کئے گئے جہاں آپ ۲۲ گھنٹے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد ۳۰ مارچ کو فیصل ملٹری ہسپتال ریاض میں

انتقال فرما گئے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیوں
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

نماز جنازہ شیخ عبدالعزیز بن باز نے پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع مدینہ میں امام مالکؒ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

علامہ احسان الٰہی ظہیر مئی ۱۹۴۰ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم پرائمری تک حاصل کی پھر حفظ قرآن کیلئے دینی مدرسہ میں داخل ہوئے اور صرف نو برس کی عمر میں حافظ قرآن بن گئے آپ نے مزید دینی علوم اہلحدیث مکتب فکر کے مشہور مدراس جامعہ اسلامیہ اور جامعہ سلفیہ سے پڑھے اور اس دوران پنجاب یونیورسٹی سے بی اے آنرز اور کراچی یونیورسٹی سے لاء کی ڈگری حاصل کی پھر ۱۹۶۰ء میں ایم اے فارسی اور ۱۹۶۱ء میں ایم اے اردو کے امتحانات اعلیٰ نمبروں سے پاس کئے اور مزید اعلیٰ دینی تعلیم کیلئے سعودی عرب کی مشہور علمی درسگاہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے جامعہ میں اس وقت قریباً" ۹۴ ممالک کے طلبہ زیر تعلیم تھے اور دیگر علم کی طرح ہفتہ میں ایک پیریڈ فرق باطلہ کے موضوع پر بھی ہوتا تھا فرق باطلہ میں سے قادیانیت کے متعلق عربی پروفیسر کی معلومات بہت کم تھیں کیونکہ مرزا قادیانی اور ان کے پیرو کار سے متعلق تمام ترلٹر یچر اردو میں تھا علامہ ظہیر قادیانت کے متعلق بہت زیادہ معلومات رکھتے تھے چنانچہ آپ اپنے اساتذہ کی خصوصی اجازت پر اپنے ہم جماعت طلبہ کو اس موضوع پر لیکچر دینے لگے اور تعلیم کے آخری سال آپ نے ان تمام لیکچروں کو اکٹھا کر کے ایک کتاب شائع کرنے کا ارداہ کیا اور مدینہ میں ایک پبلشر سے کتاب چھاپنے کی بات ہوئی پبلشر نے آپ کو بتایا اگر اس کتاب پر آپ کے نام کے ساتھ مصنف کے حیثیت سے معلم کی بجائے فاضل مدینہ یونیورسٹی لکھا جائے تو کتاب کی قدرو قیمت میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا علامہ صاحب نے یہ مسلہ یونیورسٹی کے چانسلر شیخ بن باز کے سامنے پیش کیا اور شیخ نے جامعہ کی کورننگ باڈی سے آپ کو خصوصی اجازت حاصل کر کے دی اجازت ملنے کے بعد علامہ صاحب نے ازرہ تفنن کہا یا شیخ! اگر میں فیل ہوگیا تو پھر کیا ہو گا؟

شیخ فرمانے لگے اگر احسان الٰہی ظہیر فیل ہو گیا تو ہم یونیورسٹی بند کر دیں گے آپ نے آخری امتحان میں جامعہ میں ٹاپ کرتے ہوئے ۹۳ فیصد نمبر حاصل کئے اور جامعہ کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔

علامہ ظہیر” کو فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں پڑھانے کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے اپنے وطن کو ہی تبلیغ دین کیلئے منتخب کیا۔ اور واپس آ کر لاہور کی تاریخی مسجد چینیاں والی میں خطابت کے فرائض سنبھال لئے اور مزید چار مضامین میں ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔

علامہ ظہیر شہید نے اپنی واپسی کے ساتھ ہی خار زار سیاست میں قدم رکھا اور ایوب خان کی آمرانہ پالیسیوں کے خلاف آوازہ حق بلند کیا پھر یحییٰ خان' ذوالفقار علی بھٹو' جنرل ضیاء الحق کے خلاف لڑتے رہے اور اس راہ میں کسی مصیبت اور مخالفت کی پروا کئے بغیر آگے بڑھتے رہے آپ کو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں جائیداد کی قرقی تک کے احکامات جاری کئے گئے مگر آپ کلمہ حق بیان کرنے سے باز نہ آئے۔

علامہ ظہیر حکمرانوں اور علماء کے قول وفعل میں تضاد کے سخت خلاف تھے ضیاء الحق مرحوم نے آپ کو علماء کونسل کا ایڈوائزر مقرر کیا مگر آپ نے جب قول وفعل میں تضاد دیکھا تو کونسل سے استعفا دیکر ان کی خلاف اسلام پالیسیوں پر سخت تنقید شروع کر دی چنانچہ ایک مرتبہ جنرل ضیاء سے آپ کی ملاقات خانہ کعبہ میں ہوئی جنرل صاحب نے کہا علامہ صاحب! آپ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں میں تو اسلام کا نام بھی لیتا ہوں جبکہ میرے پیش رو حکمران اسلام کا نام نہیں لیتے تھے علامہ صاحب نے جواب دیا آپ اسلام کا نام لینا چھوڑ دیں میں آپ کی مخالفت چھوڑ دوں گا جنرل صاحب کہنے لگے یہ کیا بات ہوئی۔ علامہ صاحب نے کہا بات یہی ہے آپ اسلام کا نام لیکر لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہے ہیں۔ میرا نقطہ نظریہ ہے کہ شراب کو اگر شراب کی بوتل میں پیش کیا جائے تو اس کی طرف وہی بدبخت متوجہ ہوگا جو خود کو اللہ اور اس کے رسول کی بغاوت پر آمادہ کر چکا ہو لیکن اگر شراب کو کوکا کولا کی بوتل میں پیش کیا جائے تو اس کو کئی ایسے بھی پی لیں گے جو معصوم اور بے گناہ ہوں گے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید عظیم خطیب اور بے باک سیاست دان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ صحافی اور متبحر عالم دین متعدد کتابوں کے مصنف اور کئی زبانوں کے ماہر بھی تھے آپ نے براہ راست عربی زبان میں

۱۴ کتابیں لکھیں اور ان کتابوں کی جلالت علمی کی بنا پر اکثر کتابیں آج بھی عرب یونیورسٹیوں میں ایم اے کی کلاسوں کیلئے داخل نصاب ہیں علامہ ظہیر نے حق گوئی کی راہ میں کبھی کسی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا آپ اپنی آخر عربی تصنیف (التصوف) میں رقمطراز ہیں۔

مجھے حق گوئی و بے باکی سے کوئی چیز نہ روک سکتی کیونکہ میں نے اپنی جان جسم مال اور عزت اپنے رب کیلئے وقف کر رکھی ہے۔ میرا جینا میرا مرنا میری نماز اور میری عبادت اس رب کیلئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں" علامہ شہید نے ۱۹۸۵ء میں بغداد کی عالمی اسلامی کانفرنس میں جب عربی زبان میں خطاب کیا تو بڑے بڑے علماء اور سکالر عش عش کر اٹھے اور جمہوریہ عراق کے صدر صدام حسین حیرت زدہ رہ گئے اپنی نشست سے اٹھ کر علامہ شہید کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہنے لگے ایک عجمی کا عربی زبان میں اس قدر عظیم خطاب جو آج تک بڑے بڑے عربی علماء خطباء کو بھی میسر نہیں آیا۔ آپ روس ' اسرائیل اور بھارت کے علاوہ قریبا" دنیا کے تمام ممالک میں تبلیغ دین کیلئے سفر کئے۔ آپ ایک بلند پایہ صحافی بھی تھے آپ نے ۱۹۶۸ء میں قومی جرائد "لیل و نہار" اور "چٹان" میں لکھنا شروع کیا پھر آپ " الاعتصام " اور "اہلحدیث" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے چند سال کے بعد آپ نے اپنا مجلہ "ترجمان الحدیث" کے نام سے نکالنا شروع کیا اور وفات تک یہ پرچہ آپ کی ادارت میں نکلتا رہا۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر کا محیرالعقول کارنامہ مختلف ٹکڑوں میں بٹے ہوئے اہلحدیث احباب اور علاقائی تنظیموں کو جمیعت اہلحدیث کے پلیٹ فارم پر اکھٹا کرنا اور پھر اس جماعت کو صف اول کی سیاسی جماعتوں میں لا کھڑا کرنا ہے۔ بھٹو دور میں جب پنجاب کے گورنر غلام مصطفیٰ کھر نے آپ پر مظالم کے پہاڑ توڑے آپ پر مختلف مقدمات قائم کئے اور آپ کے گھر کو آگ لگوائی اس کے ساتھ ہی جمیعت اہلحدیث کے اس وقت کے رہنماؤں نے علامہ ظہیر کے جمیعت سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا تو آپ رہا ہونے کے بعد تحریک استقلال میں شامل ہوئے اور اس کے سیکرٹری اطلاعات مقرر ہوئے۔

آپ نے ۱۹۷۷ء میں تحریک استقلال سے استعفادے دیا اور اہلحدیث علماء کے اصرار پر ۱۹۸۱ء سے جمیعت اہلحدیث کو منظم کرنا شروع کیا اور مارچ ۱۹۸۶ء میں موچی دروازہ پر ایک بہت بڑا سیاسی جلسہ عام کیا جس پر تبصرہ کرتے ہوئے رفیق باجوہ نے لکھا تھا" پی پی کے بعد سب سے بڑا جلسہ جمیعت اہلحدیث کا تھا" جمیعت اہلحدیث کی ایک بڑی سیاسی قوت بن جانے کے باوجود علامہ

ظہیر نے کبھی اقتدار کا لالچ نہیں کیا آپ کی زندگی کے آخری ایام میں "قومی ڈائجسٹ" کے نمائندہ نے آپ سے انٹرویو کے دوران جب یہ سوال کیا کہ "جمعیت اہلحدیث اقتدار میں آنے کے بعد ملک میں کونسی فقہ نافذ کرے گی؟" تو آپ نے جواب دیا" ہم دوسرے سیاست دانوں کی طرح کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں کہ ہم انتخابات کے نتیجے میں برسراقتدار آ جائیں گے تاہم سیاسی ناقدین کو ہمیں انڈر اسٹی میٹ بھی نہیں کرنا چاہیے اقتدار کیلئے ہم مرکز ثقل کی حیثیت رکھتے ہیں جس پلڑے میں ہم اپنا وزن ڈالیں گے وہ وزنی ہو گا ہم اس ملک میں قرآن و سنت کے مطابق نفاذ اسلام چاہتے ہیں پاکستان قرآن و سنت کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اور قرآن و سنت کے نفاذ کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کیلئے اہلحدیث نوجوانوں کی ایک تنظیم" اہلحدیث یوتھ فورس" بھی تشکیل دی جس میں ملک بھر سے ہزاروں نوجوان شامل ہوئے آپ نے ان کی تربیت کیلئے خصوصی مراکز بھی قائم کئے۔ اور جس جلسے میں زخمی ہوئے اس کا اہتمام بھی اہلحدیث یوتھ فورس نے ہی کیا تھا اور آپ کے ساتھ ہی یوتھ فورس کے مرکزی صدر محمد خان نجیب بھی جام شہادت نوش فرما گئے۔

علامہ ظہیر شہید مدینہ منورہ میں دوران تعلیم اور پھر اس کے بعد حج کے مواقع پر اکثر خانہ کعبہ اور میدان عرفات میں یہ دعا مانگا کرتے تھے" اے اللہ اپنی راہ میں شہادت کی موت نصیب فرما اپنے حبیب کے شہر مدینہ میں دفن ہونے کی سعادت سے بہرہ ور فرما " آپ نے بارہ ربیع الاول ۱۹۸۶ء کو جناح ہال لاہور میں اپنے خطاب کے دوران بھی انتہائی رقت آمیز انداز میں شہادت کی دعا فرمائی اللہ رب العالمین نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور آپ دین حق کی تبلیغ کرتے ہوئے زخمی ہوئے اور ۳۰ مارچ ۱۹۸۷ء کو شہید ہوئے پھر آپ کو جنت البقیع میں امام مالک کے پہلو میں دفن ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ علامہ ظہیر کی شہادت کو پانچ برس بیت چکے ہیں۔ حکمرانوں نے اس کیس میں جس مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا اس کے نتیجے میں مزید جید علماء کو خاک و خون میں تڑپا دیا گیا۔ شہید مرتا نہیں علامہ ظہیر آج بھی زندہ ہیں ان کے افکار' ان کا مشن نوجوانوں کے دلوں میں جزبہ مسلسل انہیں متحرک رکھیں گے۔

میرا مرقد میرے احباب کے سینے ہوں گے
تو وہ خاک کو مت جانیو تربت میری !

علامہ ظہیر نے پاکستان میں اسلام کی بالادستی جمہوریت کی بحالی صحابہ کرام کے دفاع اور مظلوم طبقوں کی ہمدردی کے سلسلے میں جو لافانی خدمات سرانجام دی ہیں وہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ انشاء اللہ

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

تمت

ضرورت معلمہ

تعلیم درس نظامی یا ثانویہ خاصہ، عالیہ یا عالمیہ

مدرسۃ البنات اسلامی دارالشفاء والصناعۃ وفاق المدارس بلاک نمبر ۱۵ خانیوال

معلمہ عمر رسیدہ اور تجربہ کار ہو

پتہ

الداعی: محمد ادریس مہتمم مدرسۃ البنات بلاک نمبر ۱۵ خانیوال

داخلہ ثانویہ عامہ

ہر سال میٹرک کے امتحانات کے فوراً بعد

(درخواستیں پہلے طلب کی جائیں گی) فون ۲۵۷۰، ۲۲۹۴